رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

قادیان

روزنامہ

الفضل

ایڈیٹر: غلام نبی

The DAILY ALFAZL QADIAN.

تار کا پتہ: الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۴۳۵

قیمت ششماہی اندرون ہند ۶ بیرون ہند ۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۷	مطابق ۹ جولائی ۱۹۳۵ء	یوم سہ شنبہ	مورخہ ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ	جلد ۲۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۷۔ جولائی۔ آج ساڑھے آٹھ بجے حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بذریعہ موٹر پالم پور تشریف لے گئے۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بفضل خدا خیر و عافیت ہے

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو سوزش بول کی تکلیف بدستور ہے کسی دن آرام آجاتا ہے۔ اور کسی دن تکلیف بڑھ جاتی ہے کل سے تکلیف زیادہ ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے والد بزرگوار حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار صاحب کی صحت کچھ عرصہ سے کمزور ہے اب چند یوم سے بخار شروع ہوگیا ہے۔ احباب اس بزرگ ہستی کی کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے مولوی جلال الدین صاحب شمس اور مولوی محمد سلیم صاحب کو خانیوال کے جلسہ پر بھیجا گیا ہے ؎

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بارگاہِ رب العزت میں عاجزانہ دعاء

"اے میرے قادر خدا! تو جانتا ہے کہ اکثر لوگوں نے مجھے منظور نہیں کیا۔ اور مجھے مفتری سمجھا۔ اور میرا نام کافر اور کذاب اور دجال رکھا گیا مجھے گالیاں دی گئیں۔ اور طرح طرح کی دل آزار باتوں سے مجھے ستایا گیا۔ اور میری نسبت یہ بھی کہا گیا۔ کہ "حرام خور۔ لوگوں کا مال کھانے والا۔ وعدوں کا تخلف کرنے والا۔ حقوق کو تلف کرنے والا۔ لوگوں کو گالیاں دینے والا۔ عہدوں کو توڑنے والا۔ اپنے نفس کے لئے مال جمع کرنے والا اور شریر اور خونی ہے" یہ وہ باتیں ہیں۔ جو خود ان لوگوں نے میری نسبت کہیں۔ جو مسلمان کہلاتے اور اپنے تئیں اچھے۔ اور اہل عقل اور پرہیزگار جانتے ہیں۔ اور ان کا نفس اس بات کی طرف مائل ہے۔ کہ در حقیقت جو کچھ وہ میری نسبت کہتے ہیں۔ سچ کہتے ہیں

اور انہوں نے صدہا آسمانی نشان تیری طرف سے دیکھے۔ مگر پھر بھی قبول نہ کیا۔ وہ میری جماعت کو نہایت تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہر ایک ان میں سے جو بد زبانی کرتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ بڑے ثواب کا کام کر رہا ہے۔ سو اے میرے مولا قادر خدا! اب مجھے راہ بتلا۔ اور کوئی ایسا نشان ظاہر فرما جس سے تیرے سلیم الفطرت بندے نہایت قوی طور پر یقین کریں۔ کہ میں تیرا مقبول ہوں۔ اور جس سے ان کا ایمان قوی ہو۔ اور وہ تجھے پہچانیں اور تجھ سے ڈریں اور تیرے اس بندے کی ہدایتوں کے موافق ایک پاک تبدیلی ان کے اندر پیدا ہو۔ اور زمین پر پاکی اور پرہیزگاری کا اعلیٰ نمونہ دکھلاویں۔ اور ہر ایک طالب حق کو نیکی کی طرف کھینچیں اور اس طرح پر تمام قومیں جو زمین پر ہیں۔ تیری قدرت اور تیرے جلال کو دیکھیں اور سمجھیں۔ کہ تو اپنے اس بندے کے ساتھ ہے۔ (اشتہار ۵ نومبر ۱۸۹۹ء)

احمدی مبلّغ حیفہ کی صحت کے متعلق اطلاّع

ایک گزشتہ پرچہ میں ابو العطاء مولوی اللہ دتا صاحب جالندہری مبلغ حیفہ کے متعلق ایک تار کی بناء پر احباب سے درخواست دُعا کی گئی تھی۔ اب ۵ رجولائی کی تار مظہر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے صحت اچھی ہے ۔

بڑھتی ہوئی بیکاری کے فوری انسداد کی ضرورت

روزانہ دفتر امور عامہ میں ایک بڑی تعداد ایسے دوستوں کے خطوط کی موصول ہوتی ہے۔ جو اپنی بیکاری کا شدید اظہار کرتے ہیں۔ جماعت کے ایک حصہ کی بیکاری نہ صرف سلسلہ کی آمد پر اثر انداز ہوتی ہے بلکہ سلسلہ کے دیگر کاموں میں مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ تھوڑا عرصہ ہوا میں نے ایک اعلان کیا تھا۔ کہ ایسے ہمدرد احباب اپنے ناموں اور پتوں سے اطلاع دیں۔ جو جماعت کی بیکاری کو دُور کرنے کے لئے ہاتھ بٹانے کے لئے تیار ہوں۔ مگر افسوس کہ اس پر خاطر خواہ توجہ نہیں ہوئی۔ اس لئے میں پھر اس اعلان کے ذریعہ جماعت کے ہر درد مند دل سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اس سلسلہ میں جو بھی میری امداد کر سکیں کر کے مجھے شکریہ کا موقعہ دیں۔ اور اپنے آپ کو ایسے دوستوں کی مدد کے لئے بطور والنٹیئر پیش کریں۔

ناظر امور عامہ قادیان

درخواستِ دُعا

فیض الحق خانصاحب ٹک پور (ایبٹ آباد) بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ڈاکٹر سراج الحق خان صاحب کا ایبٹ آباد میں Appendicitis کی وجہ سے اپریشن کیا گیا ہے۔ احباب انکی صحت کے

قادیان میں احراریوں کی سینہ زوریاں

قادیان ۷ رجولائی۔ احراریوں نے آج صبح شاملات قصبہ پر ناجائز طور پر اینٹیں ڈلوا کر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ احمدیہ کمپاؤنڈ کے جنوب میں شارع عام بھی روک لیا۔ اور اس کے علاوہ شاملات میں بھی دور تک اینٹیں چن دیں۔ مگر بعد میں سمال ٹاؤن کمیٹی کے نذر دینے پر اور ان کی کوشش سے مجسٹریٹ علاقہ نے وہ راستہ صاف کرا دیا۔ اور اینٹیں جن سے راستہ بند کیا گیا تھا۔ اپنے حکم سے اٹھوا دیں۔ دوسری جگہ پر تا حال اینٹیں پڑی ہوئی ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ احراری اس جگہ پر بالکل ناجائز اور خلاف قانون طریق پر قبضہ کرنے کی کوشش میں ہیں ۔

سخت دل منکر ہیں اب بھی قہر یزداں دیکھ کر

ہوش کھو بیٹھے ہیں اپنے برقِ خنداں دیکھکر
زلزلے ہیں آتشیں طوفاں ہیں اور سیلاب ہیں
چیخ اٹھے سوچنے والے ہراساں ہو گئے
لٹ گئی ہے ایبٹ آباد و پشاور کی بہار
اب بہار و کوئٹہ کو جاکے کوئی دیکھ لے
اک نذیر آیا جہاں میں اور گیا با چشم نم
"زور آور حملوں" سے منوائے گا آخر خدا

اہلِ دُنیا اپنی بربادی کا ساماں دیکھکر
سخت دل منکر ہیں اب بھی قہرِ یزداں دیکھکر
آہِ مظلوماں کو آخر آتش افشاں دیکھکر
آنکھ پُر نم ہوتی ہے اُجڑے گلستاں دیکھکر
دل پگھلتا ہے وہاں کے قصرِ ویراں دیکھکر
قہرِ حق نے جوش مارا اس کو گریاں دیکھکر
اُن کو جو منکر ہوئے مہرِ درخشاں دیکھکر

یہ تو پاداشِ عمل ہے بو بھی ہے پھر بھی مگر
ہم پریشاں ہو گئے ان کو پریشاں دیکھکر

تبسم سرحدی بی۔اے

لاہور میں تبلیغی جلسہ

صدر انجمن احمدیہ لاہور کے زیر اہتمام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی تحریک انعقاد جلسہ ہائے ماہواری پہلا جلسہ ۲۲ جون چوہدری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء کی کوٹھی کے میدان میں کیا گیا۔ حاضری تقریباً چھ صد تھی۔ مولوی ابو الحسین صاحب اور خادم صاحب نے خاتم النبیین اور پیشگوئی محمدی بیگم پر تقاریر کیں۔ احراری شور مچانے آئے تھے۔ مگر پولیس نے روک دیا۔ اختتام تقریر پر کئی غیر احمدیوں اور عیسائیوں نے اعتراضات کئے۔ جن کے جوابات ملک صاحب نے نہبت عمدہ

جماعت احمدیہ اٹھوال کا سالانہ جلسہ

جماعت احمدیہ اٹھوال کا سالانہ جلسہ امسال ۲۲-۲۳-۲۴ رجون ۱۹۳۵ء کو منعقد ہوا۔ ڈاکٹر منظور احمد صاحب۔ مولوی علی محمد صاحب اجمیری۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب یادگیری مولوی محمد اعظم صاحب بوتالوی اور خاکسار نے تقاریر کیں۔ حاضرین کی تعداد مع مرد و عورتیں تین صد کے قریب تھی۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے جلسہ نہایت کامیاب ہوا ۔

خاکسار۔ محمد رمضان

امداد مصیبت زدگان زلزلہ کوئٹہ کی چودھویں فہرست

نام	رقم
میزان سابقہ	۳۳۶۲-۷-۶
جماعت شیخ پور معرفت میر بخش صاحب	۱۴-۶-۰
سردار خان صاحب سعد اللہ پور گجرات	۱-۰-۰
جماعت سنور معرفت ذاکر حسین صاحب	۲۳-۱۲-۰
مولوی صدر الدین صاحب پشاور	۰-۷-۰
طفیل احمد صاحب چندوسی	۱-۰-۰
بابو نذیر احمد صاحب دہلی	۱۰-۰-۰
خان بہادر چودہری نعمت خانصاحب	۴۱-۰-۰
جماعت گورداسپور معرفت مولوی چراغ الدین صاحب	۱-۰-۰
جماعت بستی بزدار معرفت منشی علی محمد صاحب	۱-۴-۰
فضل الرحمن صاحب سالم سرگودہا	۱-۰-۰
جماعت موہلکی معرفت سردار خانصاحب	۵-۰-۰
جناب بخشی ٹانک چند صاحب و جناب غلام مہدی صاحب	۴-۰-۰
عزیزہ بیگم صاحبہ علی آباد	۳-۰-۰
عملہ نظارت دعوت و تبلیغ	۷-۳-۰
عبد الخالق صاحب ڈکشائی	۱-۰-۰
محمد اسلم خانصاحب بھیرہ	۱-۰-۰
فتح الدین صاحب۔ اللہ دتا صاحب۔ محمد یعقوب صاحب	۱-۴-۰
میزان کل	۳۴۷۹-۱۴-۶

ناظر بیت المال قادیان

جماعت احمدیہ پاک پٹن کا جلسہ

۲۰ جون مولوی محمد حسین شاہ احراری پاکپٹن آیا اور جامع مسجد میں اس نے تقریر کی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں ناگفتنی کلمات کہتا رہا۔ اور عوام کو یہ تحریک کرتا رہا کہ مجلس احرار میں شامل ہو کر علم الدین۔ عبد القیوم اور محمد صدیق کی طرح احمدیت کو مٹا دو۔ ۲۴ جون جماعت احمدیہ نے جلسہ کا اعلان کیا جس میں چوہدری غلام احمد خان صاحب نے جملہ اعتراضات کے جوابات دیئے۔ اور مسئلہ نبوت پر نہایت دلچسپ اور معنی خیز تقریر کی۔ گو احرار کوشش کرتے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

مظلومیت کی پکار بدرگاہِ کردگار

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۵ جولائی ۱۹۳۵ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-
مَیں نے اپنے ایک گزشتہ خطبہ جمعہ میں اس بات کا ذکر کیا تھا۔ کہ

بددُعاء کے متعلق

میرے خیالات میں کچھ تبدیلی ہُوئی ہے۔ مَیں آج اُسی کے متعلق اپنے گزشتہ اور موجودہ خیالات کو کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہتا ہوں ۔

قرآن کریم میں بعض انبیاء کے مُونہہ سے نکلی ہُوئی بددعائیں اللہ تعالےٰ نے نقل فرمائی ہیں۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کی زبان سے ایک دُعا یہ بیان فرماتا ہے کہ ربّ لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا۔ یعنی اے خُدا زمین پر کفار میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑ۔ اور جب آدمی نہ رہے تو بستیاں بھی نہ رہیں۔ گویا سب دُنیا کو کفر کے نقطۂ نگہ سے ویران کرنے کی بددعا کی ہے۔ اسی طرح کی اور

کئی بددُعائیں

ہیں۔ جو بعض ممالک یا شہروں کے متعلق قرآن کریم یا دوسری کتب سماویہ یا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات سے ثابت ہوتی ہیں۔ جیسا کہ ایک دفعہ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دُعا کی۔ کہ خدایا ان کفار کو ویسے ہی سالوں سے پکڑ۔ جیسا تُو نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قوم کو پکڑا تھا۔ یعنی جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں مصر والوں پر

قحط کا عذاب

اترا۔ اسی طرح یہاں بھی قحط پڑے۔ اور لوگ بھوک کے عذاب میں مبتلا ہوں ۔

میں ان تمام حالات کو دیکھ کر یہ سمجھا کرتا تھا۔ کہ اس قسم کی بدُعا الٰہی اذن سے ہُوا کرتی ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ اپنے مامور ومرسل۔ یا کسی فرستادہ کو حکم دیتا ہے۔ کہ بددُعا کرو۔ تب وُہ بددُعا کرتے ہیں۔ ورنہ خود اپنی ذات میں ان کے دل میں اس قسم کی بددُعا کی تحریک پیدا نہیں ہوتی۔ میرے اس خیال کی بنیاد یہ ہُوا کرتی تھی۔ کہ

اللہ تعالےٰ کی محبت

کے نتیجہ میں لازمی طور پر بنی نوع انسان سے انسان کو محبت ہوجاتی ہے جیسے باپ کے ساتھ محبت کرنے والے لڑکے کو اپنے بھائیوں کے ساتھ بھی محبت ہوتی ہے۔ پس جس طرح ماں باپ سے محبت کرنے والا بچہ اپنے بھائیوں سے محبت کرنے پر مجبُور ہوتا ہے اسی طرح اللہ تعالےٰ سے محبت رکھنے والا انسان

بنی نوع انسان سے محبت

کرنے پر مجبُور ہوتا ہے۔ اور جُوں جُوں کسی کے دل میں اللہ تعالےٰ کی محبت بڑھے گی۔ اسی قدر بنی نوع انسان کی محبت بھی اس کے دل میں بڑھتی چلی جائے گی۔ پس جس قدر کوئی اللہ تعالےٰ کے زیادہ قریب ہوگا۔ اسی قدر وُہ شفقت علے الناس کا بہترین نمونہ ہوگا۔

اس بنا پر میرا خیال یہ تھا کہ انبیاء و اولیاء کسی کے لئے بددُعا نہیں کرتے۔ سوائے اس کے کہ انہیں بددعا کرنے کا اللہ تعالےٰ کی طرف سے اذن دیا جائے۔ اسی وجہ سے مَیں نے موجودہ تبدیلیٔ خیال سے پہلے کبھی کسی کے لئے بددُعا نہیں کی۔ کیونکہ میں ہمیشہ یہ خیال کرتا تھا۔ کہ جس کو اللہ تعالےٰ سزا کا مستحق سمجھے گا۔ وُہ آپ اسے سزا دے لیگا۔ لیکن اب میرے خیالات میں اس بارے میں کسی قدر تبدیلی پیدا ہُوئی ہے۔ وُہ اصُول تو بالکل پکے اور صحیح ہیں۔ اور ان میں تبدیلی نہیں ہوسکتی یعنے نہ اس میں تبدیلی ہوسکتی ہے۔ کہ جتنی زیادہ کوئی شخص خدا تعالےٰ سے محبت کرے گا۔ اتنی ہی زیادہ وُہ اس کے بندوں سے محبت رکھے گا۔ اور نہ اس میں کوئی تبدیلی ہوسکتی ہے۔ کہ کسی کو

سزا اور عذاب دینا۔

یہ معاملہ کلیتہً خدا تعالےٰ نے اپنے قبضہ میں رکھا ہُوا ہے۔ وُہ آپ جج اور قاضی ہے جسے چاہے۔ عذاب دے اور جسے چاہے انعام دے۔ ہم اس کے معاملات میں دخل دینے والے کون ہیں؟

لیکن گزشتہ دنوں میں اس بارے میں دُعا۔ اور غور کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے مجھے جو کچھ بھی سمجھایا۔ وُہ یہ ہے۔ کہ کلّی طور پر بددُعا کا سلسلہ بند نہیں۔ بلکہ بددعا ایک ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ بہت دفعہ اللہ تعالےٰ کے مامُور خدا تعالےٰ کے الہام کے ماتحت بددُعا کرتے ہیں۔ اور اس میں بھی شُبہ نہیں۔ کہ بعض دفعہ دُعا یا بددعا کرنے والے کو دُعا یا بددُعا کرنے سے اللہ تعالےٰ کی طرف سے روکا جاتا ہے جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایک دفعہ روک دیا گیا۔ مگر اس میں بھی شبہ نہیں۔ کہ بعض دفعہ بددعا کرنا انسان کے لئے ضروری ہوجاتا ہے اور مجھے خُدا تعالےٰ نے اب یہی سمجھایا ہے۔ درحقیقت یہ

انسانی نفس کی کمزوری

ہوتی ہے۔ کہ وُہ چھوٹے نقصان کے مقابلہ میں بڑے نقصان کو ترجیح دے دیتا ہے۔ مثلاً ایک کمزور طبیعت والا انسان لڑائی کے بہرحال مخالف ہوگا۔ اور باوجود اس کے کہ خدا تعالےٰ نے جہاد کو مسلمانوں پر فرض قرار دیا ہے۔ پھر بھی اس کمزور طبیعت والے کے لئے یہ بڑی مشکل چیز ہوگی۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں بھی

دو صحابہ کے متعلق

آتا ہے۔ کہ وہ لڑائی سے بڑے گھبراتے اور اس حد تک یہ بات ان کی طبیعت میں داخل تھی۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی ان کی طبیعت کو مدنظر رکھتے ہوئے عملی جہاد میں انہیں شامل نہیں کیا کرتے تھے۔ یہ نہیں کہ وہ منافق تھے دوسرے صحابہ کی طرح ایمان رکھتے تھے۔ صرف طبیعت کی کمزوری کی وجہ سے لڑائی میں شامل ہونے سے گھبراتے تھے۔ ان میں سے ایک

حسان بن ثابت

بھی ہیں۔ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک جنگ کے لئے تشریف لے گئے۔ تو ایک صحابیہ کہتی ہیں۔ حسان کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عورتوں کی حفاظت کے لئے چھوڑ گئے۔ چونکہ آپ جانتے تھے۔ کہ یہ لڑائی نہیں کر سکتے معلوم ہوتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سوچا۔ کہ عورتوں کی حفاظت ہی ان کے سپرد کر دی جائے۔ تا انہیں خیال رہے کہ یہ بھی جہاد میں شریک ہیں۔ آپ کا یہ بھی خیال ہوگا۔ کہ عورتیں چونکہ لشکر کے پیچھے ہوتی ہیں۔ ان کے پاس کوئی دشمن نہیں آئے گا۔ مگر اللہ تعالےٰ کی مشیت کے ماتحت اتفاقاً کوئی دشمن فوجی صفوں سے آنکھ بچا کر

عورتوں پر حملہ

کرنے کے لئے آ گیا۔ اب عورتیں کہہ رہی ہیں۔ کہ حسان آگے بڑھو آگے بڑھو۔ مگر حسان ہیں کہ عورتوں کے پیچھے چھپتے چلے جا رہے ہیں۔ آخر وہ صحابیہ کہتی ہیں۔ کہ ہم نے خود ہی ایک ڈنڈا اٹھایا۔ اور زور سے اس دشمن کے سر پر مارا۔ وہ ڈنڈے کی چوٹ کھا کر گر گیا۔ اور اس کا تہ بند کھل گیا۔ ننگا ہو جانے کی وجہ سے عورتوں نے اپنا مونہہ ایک طرف کر لیا۔ اور حسان سے کہا اس پر کپڑا ڈال دو۔ پھر ہم خود اس کو پکڑ لیں گی۔ مگر وہ کپڑا ڈالنے کی بھی جرأت نہ کر سکے۔ تو بعض طبائع اس قسم کی کمزور ہوتی ہیں۔ کہ وہ

لڑائی کی طرف

جا ہی نہیں سکتیں۔ ان میں منافقت نہیں ہوتی۔ بے ایمانی نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ ایک

جسمانی کمزوری

ہوتی ہے۔

اب تو پچھلے ایجی ٹیشن کے دنوں سے کشمیری بہت بہادر ہو گئے ہیں۔ اور ایجی ٹیشن کے دنوں میں انہوں نے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ایک وقت جب گورنمنٹ کشمیریوں کو فوج میں بھرتی کرایا کرتی تھی۔ جب ایک لڑائی کے وقت انہیں کہا گیا کہ دشمن پر گولیاں چلائیں۔ تو انہوں نے کہا ہمارا دل کانپتا ہے۔ ہم دشمن پر گولی نہیں چلا سکتے۔ آخر بہت سے اصرار کے بعد بھی جب وہ گولی چلانے پر آمادہ نہ ہوئے۔ تو بعض افسروں نے پستول ان کے سینوں کی طرف کر دیئے۔ اور کہا اگر تم دشمنوں پر فائر نہیں کرو گے۔ تو ہم تم پر فائر کر کے تمہیں ہلاک کر دیں گے۔ انہوں نے کہا بے شک ہمیں مار دیں۔ مگر ہم مجبور ہیں کیا کریں۔ ہم سے

بندوق کا گھوڑا

کھنچتا ہی نہیں۔ تو بعض طبائع سخت کمزور ہوتی ہیں۔ مگر باوجود اس کے اللہ تعالےٰ نے

جہاد سب پر فرض

کیا ہے۔ اور جہاد یہ بتا دیتا ہے۔ کہ اپنے عزیزوں اور اپنے رشتہ داروں اور اپنے دوستوں اور اپنے ساتھیوں کے مقابلہ میں اس کے دل میں خدا تعالےٰ کی محبت کتنی ہے۔ جہاد ہی ہے۔ جو یہ بات روشن کر دیتا ہے۔ کہ خدا اور اس کے رسول اور اس کے دین کو مومن ترجیح دیتے ہیں۔ یا اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں اور دوستوں کو روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ایک صاحبزادہ نے جو ابھی داخل اسلام نہیں ہوئے تھے۔

بدر یا اُحد کی جنگ

میں مسلمانوں کے مقابل پر لڑائی کی۔ اس کے بعد کسی اور موقعہ پر جبکہ وہ مسلمان ہو چکے تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گھر میں آئے۔ اور مختلف امور پر باتیں ہونے لگیں۔ چونکہ

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی صاحبزادی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تھیں۔ اس لئے یہ ایک ہی خاندان تھا۔ اور یہیں باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لڑکے نے کہا ابا جان فلاں جنگ میں ایک موقعہ پر آپ جب واپس لوٹ رہے تھے۔ تو میں ایک چٹان کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ اگر میں چاہتا۔ تو اس وقت حملہ کر کے آپ کو مار دیتا۔ مگر مجھے خیال آیا۔ کہ آپ میرے باپ ہیں۔ اس لئے میں نے آپ پر ہاتھ نہ اٹھایا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ سنا تو فرمایا۔ خدا تعالیٰ نے تجھے ایمان دینا تھا۔ اس لئے میں تجھے نہ دیکھ سکا ورنہ اگر میں تجھے دیکھ لیتا۔ تو ضرور مار دیتا۔ یہ

کفر و ایمان کا فرق

ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ چونکہ ایمان کو ہر حالت میں مقدم رکھتے تھے۔ اس لئے آپ نے کہا کہ خدا تعالےٰ کے مقابلہ میں میں کسی کی پرواہ نہ کرتا۔ اگر میرے سامنے میرا بیٹا بھی آتا۔ تو مارا جاتا۔ لیکن کفر میں

ذاتیات کا سوال

آ گیا۔ تو جہاد میں اگر آزمائش ہو جاتی ہے انسان کے ایمان کی اور آزمائش ہو جاتی ہے اس کی محبت الٰہی کی۔ مگر جس زمانہ میں جہاد نہیں ہوتا۔ اس زمانہ میں

ایمان کی آزمائش

کا ذریعہ کونسا ہے۔ ایسے موقعہ پر بد دُعا ہی ایک ذریعہ ہے۔ جس کے ذریعہ انسان کے ایمان کی آزمائش ہوتی ہے۔ اور دنیا پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ وہ خدا کو ترجیح دیتا ہے۔ یا اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو۔ جب انسان اپنے عزیز سے عزیز رشتہ دار کو ایسے مقام پر کھڑا ہوا دیکھے جو صداقت کے لئے مضر ہو۔ اور اس کی ترقیات کو روکنے والا ہو۔ تو ایسے موقعہ پر جبکہ

جہاد بالسیف

کا وقت نہیں ہوتا۔ ایک ہی ذریعہ انسان کے ایمان کی آزمائش کا ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ خدا تعالےٰ کے حضور جھکے۔ اور اس دشمنِ دین کو مدنظر رکھتے ہوئے دُعا کرے۔ کہ اے خدا یہ تیرے دین کے راستہ میں روک بنا ہوا ہے۔ اس کی وجہ سے

تیرا قائم کردہ سلسلہ

دنیا میں پھیلنے سے رک رہا ہے۔ اے خدا اسے ہدایت دے۔ لیکن اگر تیری مشیت نے اسے ہدایت سے محروم کر دیا ہے۔ تو پھر تو اسے تباہ و برباد کر کے اپنے دین کی اشاعت کا راستہ کھول دے۔ بے شک کمزور طبائع ایسے موقعہ پر کمزوری دکھائیں گی اور وہ کہیں گی۔ کہ ہم اپنے مونہہ سے اپنے باپ یا اپنی ماں یا اپنے بھائی یا اپنی بہن یا اپنے کسی اور عزیز اور رشتہ دار کے لئے کس طرح بد دعا کریں۔ مگر وہ جو

حضرت نوح علیہ السلام کی صفت

اپنے اندر رکھتے ہیں۔ وہ جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کا دودھ پیا ہوا ہوتا ہے۔ وہ جب دیکھتے ہیں۔ کہ اصلاح کی تمام کوششیں رائگاں چلی گئیں۔ جب دیکھتے ہیں۔ کہ خیر خواہی کی ہر بات کو ٹھکرا دیا گیا۔ جب دیکھتے ہیں۔ کہ

ظلم اپنی انتہاء کو پہنچ گیا

اور دشمن کے وجود کے ذریعہ اس کے دین کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ تو وہ اس وقت بد دعا کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے رشتہ داروں یا دوستوں کے نقصان کی کوئی پرواہ نہیں۔ رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیّارا اے خدا آج ہم

تجھ سے درخواست

کرتے ہیں۔ کہ تو اس زمین پر کوئی کافر نہ چھوڑ۔ سب کو

اپنے قہر سے

ہلاک کر دے۔

یہ دُعا ہے جو اسلام کے راستہ سے ہر قسم کی روکوں کو دور کرنے والی ہے۔ آخر دُنیا کی آبادیاں کس لئے ہیں۔ اور کیوں خدا تعالےٰ نے یہ تمام نظام قائم کیا ہے۔ انسان کی پیدائش کی غرض اللہ تعالےٰ نے یہ بتائی ہے۔ کہ وہ دین کی ترقی کا موجب ہو۔ اور خدا تعالےٰ کے نور کو ظاہر کرنے والا ہو۔ لیکن جب تمام کوششوں کے باوجود بعض لوگ ایسے ہوں جن کی موجودگی اسلام کو نقصان پہنچا رہی ہو

تو کوئی وجہ نہیں سوائے اس کے۔ کہ اپنے نفس کی کسی کمزوری کا خوف ہو۔ یا سوائے اس کے کہ ابھی ہدایت کی امید ہو۔ یہ دعا نہ کی جائے۔ کہ یا تو خدا اُسے ہدایت دے یا اسے تباہ کرکے ہمارے راستہ سے ہٹا دے لیکن بہر حال پہلی چیز

ہدایت کی دُعا

ہے۔ اور پہلے انسان کا یہ فرض ہے۔ کہ وُہ دُشمن کی ہدایت کے لئے اللہ تعالےٰ کے حضوُر دعائیں کرے۔ اور اس کے بعد جب شرارت حد سے بڑھ جائے۔ تو پھر بد دعا:۔

لیکن بد دعا کرتے ہُوئے ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کرے۔ کہ اے خدا۔ اگر ممکن ہوسکے تو اسے ہدایت دے۔ اور اگر یہ تیری غیر مبدل تقدیر کے خلاف ہو۔ تو پھر تیری مرضی پوری ہو۔ اور تو اسے مزید شرارت کا موقعہ نہ دے۔ اور اسے تباہ کر۔ جیسا کہ حضرت مسیح ناصری نے دعا کی۔ اور کہا:۔

"اے میرے باپ اگر ہوسکے۔ تو یہ پیالا مجھ سے ٹل جائے۔ تاہم جیسا میں چاہتا ہوں۔ وَیسا نہیں۔ بلکہ جیسا تو چاہتا ہے۔ وَیسا ہی ہو"

اسی طرح جب انسان پر کوئی ایسا موقعہ آئے۔ جبکہ اس کے عزیز۔ اس کے رشتہ دار اس کے دوست۔ اس کے اقارب۔ اس کے ہم قوم۔ اس کے ہم مذہب۔ اس کے ہم ملک اور بڑے بڑے مکھیا اور قوم کے رئیس اور حکمران کہلانے والے دین کے راستہ میں روک بن کر کھڑے ہوجائیں۔ تو اس وقت وُہ دُعا کرے۔ کہ الٰہی ان لوگوں کو سمجھ اور عقل دے لیکن اگر تیرے علم میں ان کے لئے ہدایت مقدر نہیں۔ تو پھر انہیں تباہ کرکے ہماری کامیابی کے رستہ کو صاف کردے۔ ہمارے دل کو بیشک اس ذریعہ سے دکھ پہنچے۔ لیکن اے خدا ہم تیرے سلسلہ کے راستہ میں کسی روک کو برداشت نہیں کرسکتے۔ یہ وُہ ذریعہ ہے۔ جس کے ماتحت

انسان کے ایمان کی آزمائش

ہوجاتی ہے۔ آخر حضرت نوح علیہ السلام نے جب کہا تھا۔ کہ ربّ لاتذر علے الارض من الکافرین دیارا۔ تو بالکل ممکن ہے ان کفار میں کوئی ان کا ماموں ہو۔ کوئی خالو کوئی بھائی ہو۔ کوئی چچا۔ پھر بیویوں کی طرف سے رشتہ دار ہوں۔ دوست ہوں۔ عزیز واقارب اور احباب ہوں۔ لیکن باوجود اس کے۔ کہ وُہ ملک ان کا ملک تھا۔ وُہ قوم ان کی قوم تھی پھر بھی حضرت نوح علیہ السلام نے ان کی پروا نہ کی۔ اور بد دُعا سے پہلے خدا تعالےٰ سے یہ عرض کردیا۔ کہ اے خدا مجھ سے جس طرح بھی ممکن ہوسکتا تھا۔ میں نے ان کو سمجھایا۔ میں نے انہیں پوشیدہ بھی سمجھایا۔ اور ظاہر بھی۔ دن کو بھی سمجھایا۔ اور رات کو بھی۔ ہر رنگ اور ہر طریق سے میں نے کوشش کی۔ کہ انہیں تیرے دین میں داخل کروں۔ لیکن اے خدا اب ان کا انکار اپنی حدُود سے بڑھ گیا۔ اور اب تیرے دین کے رستہ میں یہ روک بن کر کھڑے ہوگئے۔ تو اب یہی صورت باقی ہے۔ کہ تو انہیں غارت کر۔ اور اپنی

قہری تجلیات

سے برباد کردے:۔

پس بد دعا کرنے وقت دو باتوں کا مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ ہدایت کو مقدم رکھے۔ یعنی پہلی دُعا یہ ہونی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ لوگوں کو ہدایت دے۔ اور انہیں عقل و سمجھ سے کام لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ دوسرے یہ کہ بد دُعا کبھی نفسانیت کے ماتحت نہ ہو۔ یہ نہ ہو۔ کہ کسی سے

ذاتی جھگڑا

ہُوا۔ اور اس کے لئے بد دُعا کردی جائے ہماری جماعت کے ایک صاحب ہُوا کرتے تھے۔ جو میرے استاد بھی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی انہوں نے بہت خدمت کی۔ میں ہمیشہ ان کا ادب کیا کرتا تھا۔ اور اب بھی کرتا ہوں۔ انہیں فٹ بال کا بہت شوق تھا۔ ہم بھی فٹ بال کھیلا کرتے لیکن فٹ بال کھیلتے ہوئے جب ذرا سا بھی اختلاف ہوجاتا۔ تو وُہ بد دعائیں کرنے پر تیار ہوجاتے

قاعدہ ہے

کہ فٹ بال کھیلتے وقت اگر کسی شخص کا فٹ بال کو ہاتھ لگ جائے۔ تو یہ اس فریق کی غلطی سمجھی جاتی ہے۔ اور دوسرے فریق کو ایک کِک مارنے کا حق ہوتا ہے اس قسم کا جب بھی کھیلتے وقت کوئی جھگڑا ہوجاتا۔ تو وُہ کھڑے ہوکر بے اختیار قسمیں کھانے لگ جاتے۔ کہ خدا کی قسم ایسا نہیں ہُوا۔ لعنت اللہ علے الکاذبین۔ خدا کا غضب اُترے۔ اگر ہم نے جھوٹ بولا ہو۔ ہم ہمیشہ انہیں سمجھاتے۔ کہ یہ کھیل ہورہی ہے اور ہم سب کھیلنے کے لئے یہاں آئے ہیں بھلا یہاں

مباحثہ اور مباہلہ

کا کیا تعلق ہے۔ مگر ان پر اثر نہ ہوتا۔ ایک دفعہ کی بات تو مجھے آجتک یاد ہے۔ اور اس کا مجھ پر اتنا گہرا اثر ہے۔ کہ وُہ نظارہ اور وُہ جگہ جہاں وُہ واقعہ ہُوا۔ مجھے پُوری طرح یاد ہے۔ ریتی چھلہ میں ہم فٹ بال کھیل رہے تھے۔ جنوبی طرف وُہ پارٹی تھی جس طرف مولوی صاحب تھے۔ اور شمالی طرف دُوسری پارٹی۔ میں بھی انہی کی طرف تھا۔ دُوسری طرف سے بال لایا جارہا تھا۔ کہ آپس میں مقابلہ ہوگیا۔ ایک بال کو ادھر لے جانے کی کوشش کرے۔ اور دُوسرا اُدھر۔ اسی کشمکش میں مولوی صاحب نیچے گر گئے۔ دُوسرے کھلاڑی نے یہ خیال کرکے کہ بال کو ہاتھ لگ گیا ہے۔ جھٹ کہہ دیا۔ کہ

ہینڈ بال

اب مولوی صاحب یہ سنتے ہی کھڑے ہوگئے۔ اور کہنے لگے۔ مجھ سے مباہلہ کرلو ابھی کرلو۔ یہاں نہیں کرتے۔ تو بڑی مسجد میں چلو۔ ہم اب ان کے پیچھے پڑے ہُوئے ہیں۔ کہ مولوی صاحب یہ کھیل ہے اس کا مباہلہ سے کیا تعلق ہے۔ اور مولوی صاحب ہیں۔ کہ اچھلتے جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ مباہلہ کرلو۔ اس کے سوا اس کا علاج ہی کوئی نہیں:۔

تو ایک تو یہ لوگ ہوتے ہیں۔ اور گو جس شخص کا میں نے واقعہ سنایا ہے ان کے

دماغ میں نقص

تھا۔ مگر کئی ہوشمند بھی ایسے ہوتے ہیں جو اس قسم کی حرکات کر بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ ایک اور شخص کا واقعہ مجھے یاد آگیا۔ وُہ پہلے یہاں انجمن کے ملازم ہُوا کرتے تھے۔ پھر پیغامیوں میں جاملے۔ وہ ایک دفعہ قصاب سے گوشت خرید رہے تھے۔ کہ اس سے جھگڑا ہوگیا۔ وُہ فوراً مباہلہ کے لئے تیار ہوگئے۔ اور اس سے کہنے لگے۔ یہاں فیصلہ نہیں ہوگا۔ آؤ مجھ سے مباہلہ کرلو۔ حالانکہ ان کا قصاب سے کوئی ایک آدھ گوشت کی بوٹی پر جھگڑا تھا:۔

اس قسم کی بد دعا کو اسلام جائز قرار نہیں دیتا۔ یہ تمسخر ہے۔ اور شرعی رُو سے ممنوع۔ بلکہ

ذاتیات کے لحاظ سے

تو سوائے اس کے کہ کسی کی عزت پر کوئی حملہ کردے۔ اور کسی صورت میں بد دُعا جائز نہیں ہوسکتی۔ اگر کوئی کسی کی عزت پر حملہ کرے۔ تو چونکہ اس حملہ کا اس کے خاندان اور آئندہ آنے والی نسلوں تک اثر جاتا ہے۔ اس لئے اگر وُہ تمام ذرائع کو استعمال کرچکے۔ تو اسے شرعی طور پر

اجازت ہے

کہ وُہ الزام لگانے والے کے لئے بد دعا کرے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے متعلق لکھا ہے

غرض جب کوئی اخلاقی جرم عائد ہو۔ تو جس پر اخلاقی جُرم عائد کیا جائے۔ اس کا حق ہے۔ کہ اصلاح کے تمام ذرائع کو استعمال کرنے کے بعد وہ اسے مباہلہ کے لئے بلائے اور اس کے لئے بد دُعا کرے۔ بعض بیوقوں نے اس بات کو بالکل الٹ سمجھا ہے۔ اور وُہ خیال کرتے ہیں۔ کہ الزام لگانے والے کو

مباہلہ کا چیلنج دینے کا حق

ہے۔ حالانکہ اسلام نے یہ حق مظلوم کو دیا ہے نہ کہ ظالم کو۔ کہ وُہ خواہ مخواہ اور زیادہ گند اچھالے۔ باقی دینی معاملات میں انسان کو چاہیئے۔ کہ پہلے دُعا کرے۔ اور ایک عرصہ تک اس دُعا کی قبولیت کا انتظار کرے۔ لیکن جب وُہ دیکھے۔ کہ معاملہ اپنی انتہا کو پہونچ گیا۔ اور وُہ سمجھ لے۔ کہ اب دُشمن کا وجُود خدا کے دین کے لئے مضر ہے۔ تو وُہ دُعا مانگے۔ کہ اے خدا میں اب بھی یہی خواہش رکھتا ہوں۔ کہ تُو اس پر رحم کر۔ اور اسے ہدایت دے۔ لیکن دین چونکہ بہر حال مقدم ہے۔ اس لئے اے میرے رب اگر اس کے لئے ہدایت مقدر نہیں۔ تو تُو اسے تباہ کردے یہ بد دُعا ہے۔ جو جائز ہے۔ اور جس کے مانگنے میں کوئی حرج نہیں:۔

میں نے جب یہ دُعا سکھائی تھی۔ کہ اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم تو اس وقت بھی اس کے ترجمہ میں میں نے ایسا پہلو رکھا تھا۔ کہ بد دعا کی صورت نہ بنے۔ لیکن اب خدا تعالےٰ نے مجھے یہی سمجھایا ہے کہ جہاں

اسلام کی عزت کا سوال

ہو۔ وہاں مومنوں سے ایسی بد دعائیں امتحان کے طور پر بھی کرائی جاتی ہیں جیسے جنگ کے موقعہ پر ایک کمزور آدمی بھی تلوار پکڑ لیتا ہے اسی طرح روحانی جنگ کے موقعہ پر نرم سے نرم دل مومن کے لئے بھی ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنے دل کو سخت کر کے دشمنوں کے لئے بد دعا کرے۔ اور خدا تعالےٰ سے درخواست کرے۔ کہ وہ اپنے قہر سے دشمنوں کو ہلاک کر کے اپنے دین کی غیر معمولی نصرت و تائید فرمائے۔ پس ان خیالات کے اظہار کے ساتھ میں اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ موجودہ مخالفت کو مدنظر رکھتے ہوئے جس رنگ میں چاہیں اللہ تعالےٰ کے حضور دعائیں کریں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ آپ لوگ ضرور بد دعائیں کریں۔ مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ جس جس شخص کے ذہن میں یہ بات آئے۔ کہ اب رعایا اور حکام کی طرف سے اس قدر

شدت کے ساتھ مخالفت

ہو رہی ہے۔ کہ سوائے اللہ تعالےٰ کا دروازہ کھٹکھٹانے اور اس کے حضور گریہ وزاری کرنے کے اور کوئی چارہ نہیں۔ تو وہ خدا تعالےٰ سے سلسلہ کیلئے مدد اور اس کے دشمنوں کی ہلاکت و بربادی کے لئے دُعا کرے۔ اور اگر میری وجہ سے وہ اب تک اس رنگ میں بد دعا کرنے سے رکے ہوئے تھے۔ تو میں انہیں اب بتاتا ہوں۔ کہ وہ اس رنگ میں بد دُعا کر سکتے ہیں۔ اور میری طرف سے انہیں اجازت ہے:

نادان دشمن ان باتوں پر ہنستا ہے اور وہ کہتا ہے اب ہمارے لئے بد دعائیں کی جا رہی ہیں۔ حالانکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے میں ہمیشہ بد دعا کے پہلو کو نظر انداز کرتا رہا ہوں۔ اور پھر نادان یہ بھی نہیں جانتے۔ کہ خدا ہمارا غلام نہیں۔ کہ ادھر بد دعا ہمارے مونہہ سے نکلے۔ اور ادھر وہ ہمارے دشمن کا گلا گھونٹ دے۔ جس طرح دعائیں ایک عرصہ کے بعد قبول ہوتی ہیں۔ اسی طرح بد دعائیں بھی قبولیت کے لئے لمبا عرصہ چاہتی ہیں۔ ہاں بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ادھر بد دعا مونہہ سے نکلتی ہے۔ اور ادھر قبول ہو جاتی ہے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کی مشیت کے ماتحت ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے مصالح کو آپ سمجھتا ہے۔ ہم تو اتنا جانتے ہیں۔ کہ

دعا ہو یا بد دعا

یہ ایک ایسا حربہ ہے۔ جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جو انسان خلوص دل اور سچائی کے ساتھ خدا تعالےٰ سے دعا کرتا ہے۔ اس کی دعا بھی سنی جاتی ہے اور بد دعا بھی۔ خواہ اس کے مقابل میں معمولی انسان ہوں۔ یا درمیانی درجہ کے یا بڑے بڑے بادشاہ اور شہنشاہ۔ سب اس کی بد دعا سے مٹا دیئے جاتے ہیں۔ میری اپنی رائے یہ ہے کہ ہم نے اس زمانہ میں دو سال تک متعلقہ حکام کے دروازے کھٹکھٹا کر دیکھ لئے ہیں اور ان سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ عدل اور انصاف کا ہاتھ بلند کریں۔ اور ہمارے خلاف جو شرارتیں ہو رہی ہیں ان کو دُور کریں۔ اور رعایا کو بھی توجہ دلائی ہے۔ کہ وہ شرافت اور تہذیب سے کام لے۔ مگر افسوس کہ نہ حکام ہمارا علاج کر سکے۔ اور بالکل ممکن ہے کہ ان میں سے بعض کرنا ہی نہ چاہتے ہوں اور نہ ہمارے مخالف لوگوں ہی نے اپنا رویہ بدلا خدا تعالےٰ نے بھی اپنے

قہری نشانات

سے رعایا اور حکام کو توجہ دلائی۔ کہ خدا تعالےٰ کی جماعتوں پر ہاتھ اٹھانے کا نتیجہ اچھا نہیں۔ مگر ان تمام باتوں کا نہ رعایا پر اثر ہوا۔ نہ حکام پر۔ بہار میں زلزلہ آیا۔ اور ابھی اس پر ایک سال ہی گزرا تھا۔ کہ کوئٹہ میں ایک

ہیبت ناک زلزلہ

آیا۔ اتنا ہیبت ناک کہ اس زلزلہ کے متعلق وزیر ہند نے بھی کہا ہے۔ کہ "اتنا بھاری زلزلہ برطانوی سلطنت کے کسی ملک میں آج تک کبھی نہیں آیا۔ یہ سب سے بڑی مصیبت نازل ہوئی ہے۔" کتنا عظیم الشان صدمہ ہے۔ جو لوگوں کو پہنچا۔ زلزلے کے جھٹکے آتے ہیں۔ اور ایک دو منٹ میں ہی ملک کا ملک فنا ہو جاتا ہے۔ اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ وہ گورنمنٹ اتنی وسیع

منظم اور با اثر

گورنمنٹ جس کا یہ دعوےٰ ہے کہ ہماری مملکت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ وہ باوجود تین لاکھ فوج رکھنے کے باوجود ایک ارب سے زائد بجٹ رکھنے کے باوجود اپنی طاقت اور قوت اور شوکت کے اس کی آنکھوں کے سامنے مردے چھتوں کے نیچے سڑ جاتے ہیں۔ اور وہ اپنا زور خرچ کرنے کے باوجود سب مردوں کو دفن نہیں کر سکتی۔ اور معذوتوں پر معذرتیں کرتی چلی جاتی ہے۔ کہ ہم مردے نکالنے سے بے بس ہیں۔ آج بھی

کوئٹہ کی وادیوں میں

مردے سڑ رہے ہیں۔ آج بھی وہ برطانوی حکومت جس کی مملکت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ جس کے جہاز دنیا کے سارے سمندروں میں پھیلے ہوئے ہیں بے بس ہے۔ اور بے بسی کا اقرار کرتی ہے۔ اور سڑتی ہوئی لاشوں کو

ملبوں کے نیچے

سے نکالنے کی قدرت نہیں رکھتی۔ کیا خدا تعالےٰ کا یہ قہری نشان اس بات کا ثبوت نہیں۔ کہ ہمارا خدا جب مارنے پر آ جاتا ہے۔ تو کوئی حکومت جلا نہیں سکتی۔ اور جب وہ جلانے پر آ جاتا ہے تو کوئی حکومت مٹا نہیں سکتی:

کیا

حقیر سی خدمت

ہے۔ جو مرنے کے بعد انسان کی کی جاتی ہے۔ کہ لاش کو اٹھایا۔ اور اسے مٹی میں دبا دیا۔ بلی بھی جب پاخانہ پھرتی ہے۔ تو اس پر مٹی ڈال دیتی ہے مگر خدا تعالےٰ کا جب غضب ایک خطۂ زمین پر اترتا ہے تو ۳۳ کروڑ اہل وطن اور وہ حکومت جو ساری دنیا پر پھیلی ہوئی ہے۔ دونوں ہی بے بس اور لاچار ہو جاتے ہیں۔ اور وہ لاشوں کو صحیح طور پر دفن کرنے کی بھی توفیق نہیں پا سکتے:

کیا وہ خدا جو کوئٹہ پر زلزلہ لایا۔ اور جگہوں پر زلزلے نہیں لا سکتا۔ اور کیا وہ خدا جس نے کوئٹہ اور قلات کی عمارتوں اور

سر بفلک محلات

کو آن واحد میں مسمار کر کے مٹی کا ڈھیر بنا دیا۔ وہ اور لوگوں کے محلات اور عمارتوں کو مسمار نہیں کر سکتا۔ یہ تو خدا تعالےٰ نے لوگوں کو اپنی قدرت کی ایک مثال دی ہے۔ جیسے دوکاندار مٹھائی میں سے بعض دفعہ تھوڑی سی چیز گاہک کو چکھانے کے لئے دے دیتے ہیں۔ جسے پنجابی میں "ونگی" کہتے ہیں۔ اس زلزلہ کے ذریعہ بھی خدا تعالےٰ نے

نمونہ کے طور پر

بتایا ہے۔ کہ جب میرا اذن آ جائے۔ تو دنیا کا کوئی فرد میرے ارادوں میں حائل نہیں ہو سکتا:

پس خدا کے آگے جھکو اور اس کے حضور عاجزی وزاری سے اپیل کرو۔ کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی سننے والا نہیں۔ آج ہی ایک اخبار مجھے دیا گیا ہے جس میں اس بات پر ہنسی اڑائی گئی ہے۔ کہ ہم ان کے لئے بد دعائیں کرتے ہیں:

پھر

منافقوں کی طرف

منسوب کر کے بعض باتیں اس میں لکھی گئی ہیں جن کے متعلق میں سمجھتا ہوں۔ کہ منافقوں کی بیان کردہ نہیں۔ بلکہ کسی اور نے ان کے پاس بیان کی ہیں۔ مثلاً لکھا ہے۔ کہ

مرزا اکرم بیگ صاحب کی زمین

کو میں نے ڈیڑھ لاکھ روپیہ میں خریدا۔ یہ روپیہ میرے پاس کہاں سے آ گیا۔ اسی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس واقعہ کا لکھنے والا کوئی ناواقف ہندو یا کوئی اور شخص ہے۔ کیونکہ

حالات کا علم

رکھنے والے جانتے ہیں۔ کہ وہ زمین میں نے نہیں لی۔ بلکہ اس کا اکثر حصہ صدر انجمن احمدیہ اور دوسرے احمدیوں نے خریدا ہے مثلاً چودہری نصر اللہ خان صاحب مرحوم میاں غلام محی الدین صاحب امرتسری۔ بابو راجدین صاحب چودہری حاکم علی صاحب چودھری غلام حسین صاحب سفید پوش وغیرہ وغیرہ

اسی طرح کی اس مضمون میں اور بھی کئی ایسی باتیں ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کسی منافق کا مضمون نہیں۔ بلکہ باہر کا کوئی آدمی ہے۔ جو یہ مضمون لکھ رہا ہے۔ مگر اپنی طرف سے یہ ڈھکوسلا بھی مرعوب کرنے کے لئے بیان کرتا چلا جاتا ہے۔ کہ یہ قادیان کے منافق لکھتے ہیں۔ گویا اس طرح یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ قادیان میں ایسی ایک جماعت ہے۔ حالانکہ باتیں خود لکھ کر ان کی طرف منسوب کر دی گئی ہیں۔ تو ہمارے مخالفوں میں سے بعض لوگ ایسے ہیں۔ کہ مضمون لکھنے والا کوئی ہوتا ہے۔ اور منسوب وہ کسی اور کی طرف کر دیتے ہیں پھر وہ اس بات پر ہنسی اڑاتے ہیں۔ کہ ان کے لئے بد دعائیں کی جاتی ہیں اور لکھتے ہیں کہ ہم بھلا ان بد دعاؤں سے ڈرنے والے ہیں۔ مگر یہ کوئی نئی بات نہیں جس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں کفار کے لئے بد دعائیں کیا کرتے تھے اس وقت مکہ والے بھی آپ کی بد دعاؤں کی پروا نہیں کرتے تھے۔ درحقیقت جس قوم کو اللہ تعالیٰ تباہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ بد دعا سے نہیں ڈرتی۔ اس کے اندر

کبر اور غرور

پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ کہتی ہے کہ کون ہمیں تباہ کر سکتا ہے۔ تب خدا تعالیٰ اپنی قدرت کا ایک زبردست ہاتھ ظاہر کرتا ہے۔ اور آسمان سے اپنی قہری تجلیات نازل کر کے اور غضب کی آگ بھڑکا کر انہیں کہتا ہے۔ اے نادانو۔ تم جو اپنی ظاہری طاقت و قوت پر فخر کرتے تھے۔ تم جو اپنے جتھے اور اپنی جماعت کی شہ پر خدا کے پاک بندوں کو دکھ دینے پر تلے ہوئے تھے۔ آؤ اور اب میرے غضب سے اپنے آپ کو اور اپنے حوالی موالی کو بچاؤ۔ پھر وہ لوگ

خدا تعالیٰ کے غضب کا نشانہ

بن کر ایسے نیست و نابود ہو جاتے ہیں کہ کوئی ان کا نام لینے والا بھی دنیا میں باقی نہیں رہتا۔

اب میں چاہتا ہوں کہ چونکہ ہم نے لوگوں پر حجت قائم کر دی ہے۔ حکومت پر بھی حجت کر دی ہے اور رعایا پر بھی۔ پھر ہم نے ان کی ہدایت کے لئے دعائیں بھی کی ہیں۔ اور پورے طور پر انہیں سمجھانے کی کوشش کی ہے مگر ہماری کوئی بات نہیں سنی گئی۔ ہماری جائدادوں پر دن دہاڑے قبضہ کیا جاتا ہے۔ حکومت کے نمائندے اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ مگر حکومت خاموش ہے۔ یا تو اس تک رپورٹیں غلط کی جا رہی ہیں۔ یا وہ کسی مصلحت سے ان مفاسد کی اصلاح نہیں کرنا چاہتی بلکہ جب اس کے مقامی نمائندوں کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ تو مالکوں اور قبضہ رکھنے والوں سے کہا جاتا ہے۔ کہ اگر تمہارا ان جائدادوں پر حق ملکیت ہے تو جاؤ عدالتیں کھلی ہیں۔ ان میں نالش کر دو۔ حالانکہ دنیا کی کسی حکومت میں یہ دستور نہیں۔ کہ

زمینوں کے مالک اور قابض

خود عدالتوں میں جائیں۔ اور وہ جو ظالمانہ طور پر کسی کی زمین پر قبضہ کر رہے ہوں۔ حکومت ان کی مدد کرتی چلی جائے۔ ہر مہذب اور قانون کی پابند گورنمنٹ کا فرض ہوتا ہے کہ وہ حملہ آوروں کا مقابلہ کرے۔ اور زمین کے مالکوں کو ظلم اور بے انصافی کا شکار ہونے سے بچائے۔ مگر ہمارے ساتھ نمائندگان حکومت کی طرف سے بالکل الٹ سلوک کیا گیا ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ کسی کو اس کے حق سے محروم رکھا جائے۔ بلکہ ہم جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ جو بھی انصاف ہے وہ عمل میں لایا جائے۔ برطانوی حکومت میں سے اور کوئی علاقہ ایسا نہیں۔ جہاں اس قسم کا الٹ قانون برتا جاتا ہو۔ صرف ہم ہی ہیں۔ کہ ہم جو یہاں کی زمینوں کے مالک یا قابض ہیں۔ ہمیں عدالتوں کی طرف جانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اور جو حملہ کر کے آتے ہیں۔ انہیں نہیں مجبور کیا جاتا کہ اگر ان کا کوئی حق ہے تو وہ عدالت میں جا کر ثابت کریں۔ ہم اپنے مخالفوں کو بھی یہ نہیں کہتے کہ وہ اپنے حق چھوڑ دیں۔ بے شک جس زمین پر ان کا حق ہے۔ وہ اس حق کو عدالتوں میں ثابت کر کے حاصل کریں ہمیں ان حقوق کے ادا کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ ہم تو ان سے اور حکومت سے صرف اس چیز کا مطالبہ کرتے ہیں جس پر ساری برطانوی حکومت میں عمل کیا جاتا ہے ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ دنیا میں کہیں یہ دستور نہیں کہ کسی زمین پر جب کوئی فریق زبردستی قبضہ جمانا چاہے۔ تو حکومت کی طرف سے ان لوگوں کو جن کے نام سرکاری کاغذات میں بطور مالک کے لکھے ہوئے ہوں یہ کہا جائے۔ کہ وہ عدالت میں جائیں اور جو سرکاری اندراجات سے بے پرواہی کرنے والے ہوں۔ ان کو مجبور نہ کیا جائے۔ کہ پہلے وہ اپنا حق ثابت کریں۔ ہم نے یہ تمام باتیں

حکومت کے کانوں

تک پہنچانے کی کوشش کی۔ مگر باوجود ہماری تمام کوششوں کے ہماری کوئی بات نہیں سنی جاتی۔ صراحتاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ ایسی گندی گالیاں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہوتا کہ تم صبر کرو۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو باندھا ہوا نہ ہوتا۔ تو خدا جانتا ہے۔ کوئی غیرت مند اس قسم کی گالیاں دینے والوں پر شام نہ آنے دیتا اور انہیں ان کے کئے کا مزا چکھا دیتا چار پانچ دن ہوئے۔ ایک واعظ نے جس کا میں نام نہیں لینا چاہتا۔ کیونکہ اس سے طبائع میں اشتعال پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر مرزائی باز نہ آئے تو ہم یہ ثابت کر دیں گے۔ کہ نعوذ باللہ مرزا غلام احمد کے دو باپ تھے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو ہو رہی ہیں اور متواتر ہو رہی ہیں۔ حکومت خاموش ہے اور مسلسل خاموش ہے ہم اسے جگاتے ہیں مگر وہ نہیں جاگتی۔ بیدار کرتے ہیں مگر وہ بیدار نہیں ہوتی۔ حالات اس کے سامنے رکھے جاتے ہیں مگر وہ ان پر کوئی توجہ نہیں کرتی۔ آخر کب تک ہم ان باتوں پر صبر کریں گے۔ جس خدا نے ہمیں حکم دیا ہے کہ تم دنیا میں

فتنہ و فساد پھیلانے سے بچو

جس خدا نے ہمیں حکم دیا ہے۔ کہ تم اپنے ہاتھ روکو اور ظالم کو خود سزا نہ دو۔ جس خدا نے ہمیں حکم دیا ہے کہ حکومت وقت کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو اور اس کے قوانین کی خلاف ورزی نہ کرو۔ اسی خدا نے ہمارے لئے

ایک اور دروازہ

بھی کھول رکھا ہے۔ اور وہ یہ کہ تم میرے پاس آؤ اور کہو۔ اے خدا ہم ستائے گئے۔ ہم بے حد دکھ اور تکلیف دیئے گئے۔ دشمن نے ہم پر زمین تنگ کر دی۔ اس نے ہماری عزتوں پر حملہ کیا۔ ہماری جائدادوں پر حملہ کیا ہمارے مقدس پیشواؤں پر حملہ کیا۔ ہمیں بلاوجہ تنگ کیا اور اتنا دکھ دیا کہ وہ ہماری حد برداشت سے بڑھ گیا۔ اے خدا تو جو مظلوموں کا حامی اور بیکسوں کا فریاد رس ہے آسمان سے اتر اور ان دشمنوں کو فنا کر دے۔ اپنے قہر کا کوئی ایسا عبرتناک نشان دکھا۔ جس سے یہ ہمیشہ کے لئے نابود ہو جائیں۔ ہم نے قانون نہ آج تک اپنے ہاتھ میں لیا اور نہ آئندہ لیں گے۔ لیکن ہمارا خدا ایک

زندہ خدا

ہے۔ ہم اس کے پاس جائیں گے اور اس کے حضور ان دشمنوں کی غارت گری اور بربادی کیلئے دعائیں کریں گے۔ ہر ایک چیز کی ایک حد ہوتی ہے مگر ہمیں دکھ دیا گیا اور بے انتہا دکھ دیا گیا۔ ہم پر ظلم کیا گیا اور بے انتہا ظلم کیا گیا۔ ہم نے نرمی اور محبت اور پیار سے اپنے بھائیوں سے کہا کہ دیکھو یہ طریق تمہارے لئے مناسب نہیں۔ اس کو چھوڑ دو ہم نے حکومت کے نمائندوں سے بھی کہا کہ اپنے اس رویہ کو ترک کر دیں کہ یہ انجام کے لحاظ سے حکومت کے لئے مفید نہیں ہو سکتا۔ اور پھر ان کی عدم توجہی پر حکومت کو ان کے افعال کی طرف توجہ دلائی۔ لیکن نہ حکومت نے ہماری بات سنی اور نہ رعایا نے ہماری دردمندانہ باتوں سے کوئی نصیحت حاصل کی۔ اس لئے

اب وقت آگیا ہے

کہ ہم خدا تعالیٰ کے حضور جھکیں اور اس سے دعا کریں۔ کہ اے خدا انسانی تدبیریں بیکار ہو گئیں۔ تو نے خود ہمارے ہاتھوں کو روکا ہوا ہے ورنہ ہمیں تیرے راہ میں جان دینے میں کیا عذر ہے۔ تیرا حکم ہے کہ دنیا میں فساد نہ کرو اس لئے ہم فساد نہیں کرتے۔ تیرا حکم ہے کہ قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لو۔ اس لئے ہم قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتے۔ تیرا حکم ہے کہ حکومت وقت کی اطاعت کرو اس لئے ہم حکومت وقت کی اطاعت کرتے ہیں۔ تو نے ہر طرح سے ہمارے ہاتھوں کو باندھ دیا ہے

مگر اے خدا تو نے ہمارے دلوں کے جذبات اور غیرتوں کو نہیں مار دیا۔ نیزی زمین پر رہتے ہوئے دنیا میں ایک مہذب حکومت کے نمائندوں کے سامنے ہم پر ظلم کئے جاتے۔ اور ہمیں بے انتہا تکالیف کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ہم ان کے پاس فریاد کرتے ہیں۔ مگر اے خدا ہماری کوئی فریاد نہیں سُنی جاتی۔ اے بیکسوں کے سہارے۔ اے ناامیدوں کی امید۔ ہمیں حاکم اپنی رعایا میں سے سمجھنے کے لئے تیار نہیں۔ اے بادشاہوں کے بادشاہ ہم تیرے دربار میں آتے ہیں۔ تیرے حضور اپنی عاجزانہ آہیں بلند کرتے ہیں۔ ہم پر ظلم اب حد سے بڑھ گیا مَتٰی نصر اللہ۔ مَتٰی نصر اللہ۔ مَتٰی نصر اللہ

اے میرے خدا میں تجھ سے پھر درخواست کرتا ہوں۔ کہ میں کسی شخص کا بدخواہ نہیں نہ حکومت کا بدخواہ ہوں نہ رعایا کا۔ میں پھر تجھ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ ان لوگوں کو ہدایت دے۔ رعایا کو بھی سمجھ دے۔ کہ وہ تیرے غضب کو اپنے اوپر نہ بھڑکائے۔ اور حکومت کو بھی ہدایت دے۔ کہ وہ عدل و انصاف کے خلاف کارروائیاں نہ کرے۔ لیکن اے خدا۔ اگر ان میں سے کوئی ایسا ہے۔ جس کے لئے تیرے علم میں ہدایت مقدر نہیں اور وُہ شرارت سے ظلم پر آمادہ ہے۔ تو اے خدا تو اُسے ہلاک اور برباد کر۔ آسمانی ہاتھوں سے نہ زمینی ہاتھوں سے فرشتوں کے ذریعہ سے نہ آدمیوں کے ذریعہ سے۔ اے خدا تو پھر وہ قہری نشان دکھا۔ جو نہایت ہی عبرت انگیز ہوں اور وہ لوگوں کو بتا دیں۔ کہ مسیح موعود تیری طرف سے مبعوث ہوا ہے۔ اور بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ ایک مقدس اور راستباز انسان تھے۔ اور آپ پر اعتراض کرنے والے غلطی خوردہ۔

دیکھو ہم ایک زندہ خدا کے ماننے والے ہیں۔ کئی لوگ نادانی سے میرے متعلق کہدیا کرتے ہیں کہ یہ ہمارے ہاتھوں کو روکتا ہے۔ ورنہ ہم دشمنوں کو بتا دیں۔ کہ ہم کیا ہیں۔ میں ایسے لوگوں سے کہتا ہوں۔ میرا ایک زندہ خدا پر ایمان ہے۔ جب تک

میری جان میں جان

ہے۔ میری کوشش یہی ہوگی۔ کہ سلسلہ کی روایات میں کوئی تبدیلی نہ ہو۔ ہم نے آجتک ظلم سہے مگر قانون کو نہ توڑا۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ آئندہ بھی ہماری یہی روایت جاری رہے۔ کہ ہم ظلم سہیں۔ مگر قانون کو اپنے ہاتھ سے نہ توڑیں۔ ہم نے ہمیشہ

حکومت سے تعاون

کیا۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ اگر ہو سکے۔ تو آئندہ بھی حکومت سے تعاون جاری رکھا جائے۔ پس تمہارے دلوں میں موجودہ مخالفت کو دیکھکر جو درد پیدا ہوتا ہے۔ اس کا علاج میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔ اسے اختیار کرو

آدمیوں سے اپنی نظر ہٹا لو

اور صرف خدا پر اپنی نظر رکھو۔ گالیاں سنو اور خاموش رہو۔ ماریں کھاؤ۔ اور ہاتھ نہ اٹھاؤ۔ بلکہ اگر دشمن تمہارے گھروں پر بھی حملہ آور ہو۔ تب بھی تم خدا تعالےٰ کی طرف نگاہ رکھو۔ اور کہو۔ کہ اے خدا تیری مدد کب آئیگی۔ مت سمجھو کہ یہ تمہاری قربانیاں رائیگاں جائینگی۔ ان کا دنیا میں ذکر باقی رہیگا۔ اور لوگ تمہیں عزت و احترام کے جذبات کے ساتھ یاد کیا کرینگے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے

معرکۂ کربلا

میں بے شک جان دیدی۔ مگر آجتک اسلام اس قربانی پر ناز کرتا ہے۔ اسی طرح آنیوالے لوگ آئینگے۔ اور وہ تمہارے ان مظالم کو یاد کرکے کہیں گے۔

خدا کے مسیح پر ہزاروں رحمتیں ہوں

کہ اس نے اپنی قوتِ قدسیہ سے ایک ایسی قوم پیدا کر دی۔ جو ان صبر آزما حالات میں بھی پُرامن رہی۔ اور اس نے قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لیا۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ وہ گندی گالیاں جو دو سال سے قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی جا رہی ہیں۔ اگر ان میں سے ایک گالی بھی لنڈن میں مسیح ناصری کو دی جائے۔ تو وہ گالی دینے والا انگریزوں کے ہاتھ سے نہ بچ سکے اور باوجود تہذیب و شائستگی کے دعووں کے ان میں سے کئی ایسے اٹھ کھڑے ہوں۔ جو اُسے ہلاک کر دیں۔ مگر خدا تعالےٰ نے ہمیں ہی توفیق دی ہوئی ہے۔ کہ ہم گالیاں سنتے ہیں۔ مگر اس کے حکم کے ماتحت پُرامن رہتے ہیں۔ پھر بھی ہمیں کہا جاتا ہے۔ کہ ہم جوش دکھاتے ہیں۔ لیکن زمانہ یکساں نہیں رہیگا نہ یہ حاکم رہینگے۔ نہ یہ رعایا رہے گی۔ یہ زمانہ گذر جائیگا۔ اور پھر ایک اور زمانہ آئیگا۔ نئے حاکم ہونگے۔ اور نئی رعایا ہوگی اس دن لوگ اقرار کرینگے۔ کہ

انتہاء درجہ کے مظالم

ہونے کے باوجود احمدیہ جماعت نے اس صبر سے کام لیا۔ جس صبر کا نمونہ صرف انبیاء کی جماعتیں ہی دکھا سکتی ہیں۔ وہ دن

ہماری فتح کا دن

ہوگا۔ اور اس دن فخر سے ہم اپنی گردنیں اونچی کر سکیں گے۔ اس دن دنیا تسلیم کریگی۔ ہمارے اخلاق کی برتری کو۔ اور دُنیا تسلیم کریگی۔ کہ سوائے خدا تعالےٰ کے مامور کی جماعت کے اور کوئی جماعت اس قسم کا نمونہ نہیں دکھا سکتی۔ پس یاد رکھو۔ کہ ہماری قربانیاں ہرگز رائیگاں نہیں جائینگی۔ میں

آسمان پر ایک نیک تغیر

پاتا ہوں۔ اور میں خدا تعالےٰ کی طرف سے محبت کا دریا امنڈتا ہوا دیکھتا ہوں۔ ابھی تین دن کی بات ہے۔ میں صبح کی نماز پڑھکر لیٹا۔ تو مجھے

ایک الہام

ہوا۔ جس کے یہ الفاظ تھے۔ ”مبارک ہے وُہ خدا جس نے مجھے کوثر دکھایا اور اسی طرح جنت کے بعض اور مقام بھی“ میں اسی وقت دل میں کہتا ہوں۔ کہ مبارک کا لفظ انسانوں کے متعلق آتا ہے۔ مگر اسی وقت دل میں آیا۔ کہ اس جگہ مبارک تبارک کی جگہ پر استعمال ہوا ہے۔ اس الہام کے وقت یوں معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے میری رُوح کو لیجا کر کوثر اور بعض دوسرے اعلیٰ مقاماتِ جنت دکھائے ہیں اور واپسی پر اس لطف و اکرام پر حیران ہو کر میں اوپر کے الفاظ کہتا ہوں۔ غرض رویاء میں خدا تعالےٰ نے مجھے کوثر کے مقام تک پہونچایا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ

آسمان پر ہماری نصرت و تائید کے سامان

ہو رہے ہیں۔ کوثر تو مرنے کے بعد ملتا ہے اور اگر دوسرے کوائف ساتھ نہ ہوتے۔ تو میں اس کی تعبیر یہ کرتا۔ کہ یہ میرے نیک انجام کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن رویاء کے باقی حصے اللہ تعالےٰ کی طرف سے فضل کی امید دلاتے ہیں۔ اور جماعت کی ترقیات کی اس میں خبر دی گئی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے۔ کہ مومنوں کو اس دُنیا میں بھی جنت ملتی ہے۔ اور آخرت میں بھی۔ پس جوں جوں نفس کُشی کرو گے۔ جوں جوں امن پسندی کا نمونہ دکھاؤ گے۔ اور بجائے انسانوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کے خدا تعالےٰ سے دعائیں کرو گے۔ اسی قدر زیادہ اللہ تعالےٰ تمہاری آسائش کے لئے

بہتر سے بہتر سامان

مہیا کریگا۔ تمہیں جنت دیگا۔ جس میں تمہیں کوئی دکھ نہ ہوگا۔ اور تمہیں ایسی کثرت دیگا جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکیگا۔ اس رویاء میں

کوثر کا نظارہ

اس لئے بھی دکھایا گیا ہے۔ کہ دشمن کہتا ہے ہم رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ چونکہ کوثر دراصل رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا حق ہے۔ اور کوثر کی نعمتیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ہی مل سکتی ہیں۔ اس لئے کوثر کے انعام ملنے کا نظارہ دکھا کر بتایا گیا ہے۔ کہ نادان دشمن لاکھ جھک مارے۔ کوثر کا دیکھنا اور رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ہاتھوں اس کے

زندگی بخش جام

کا پینا تو ہم نے تیرے لئے مقدر کر دیا ہے۔ کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا تو ہی سچا متبع ہے۔ پھر وُہ چیز جو مجھ کو دی گئی۔ درحقیقت جماعت کا امام ہونے کے لحاظ سے تم کو بھی دی گئی ہے۔ پس

مبارک ہو تمہیں

کہ خدا تعالےٰ نے تمہارے لئے جنت مقدر کر دی مبارک ہو تمہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے تمہارے لئے کوثر کا انعام مقدر کر دیا۔ آج تم تھوڑے ہو۔ لیکن خدا تعالےٰ کہتا ہے۔ کہ وہ تمہیں بڑھائیگا یہاں تک کہ تم ساری دُنیا میں پھیل جاؤ گے۔ آج تمہیں کہا جاتا ہے۔ کہ تم رسُول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ہتک کرنیوالے ہو۔ مگر خدا یہ بتاتا ہے۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کوثر کے جام بھر بھر کر تم کو پلائیں گے۔ اور تم بھی اس میں حصہ دار ہو گے۔ اس کے ساتھ ہی یاد رکھو۔ قرآن کریم میں

...وثر کے انعام کا جہاں وعدہ دیا گیا ہے۔ وہاں یہ بھی کہا گیا ہے۔فصل لربک وانحر یعنے جسے کوثر ملے اسے خاص طور پر دعائیں بھی کرنی چاہئیں۔ اور خاص طور پر قربانیوں کے لئے بھی تیار رہنا چاہیئے۔ پس

قربانیاں کرو

اپنے نفوس کی اور قربانیاں کرو۔ اپنی عزت وآبرو کی۔ تمہاری غیرت کا مظاہرہ تمہارے ہاتھوں سے نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ اُن آہوں سے ہونا چاہئے۔ جو دلوں سے نکلتی اور خدا کے عرش کو ہلا دیتی ہیں۔ اگر تم اپنے ہاتھ سے بدلہ لو بھی تو آخر تمہارے ہاتھوں میں کتنی طاقت ہے۔ اگر یہ سچ ہے۔ کہ بعض حکام احراریوں سے ملے ہوئے ہیں۔ تو سوائے اس کے کہ تم ہاتھ اٹھا کر اور زیادہ مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ۔ اس کا اور کیا فائدہ ہوگا بے شک اس سے تمہیں اپنا جوش نکالنے کا موقعہ مل جائے گا۔ مگر سلسلہ اور احمدیت کو اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ مومن کو تو وُہ کام کرنا چاہیئے۔ جس سے دین کو فائدہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام ایک دفعہ لدھیانہ میں کہیں جا رہے تھے۔ کہ حضرت منشی احمد جان صاحب مرحوم و مغفور جو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے خسر اور پیر منظور محمد صاحب اور پیر افتخار احمد صاحب کے والد تھے۔ آپ کے ساتھ تھے۔ وہ رتڑ چھتڑ والوں کے مرید تھے۔ اور انہوں نے بارہ سال ان کی خدمت کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ راستہ میں باتیں ہونے لگیں۔ تو حضرت منشی احمد جان صاحب فرمانے لگے۔ کہ رتڑ چھتڑ والوں کی خدمت کر کے مجھے سب سے بڑا انعام یہ ملا ہے۔ ایک آدمی پیچھے آ رہا تھا۔ اس کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگے۔ کہ اگر میں اس پر توجہ ڈالوں تو یہ وہیں تڑپ کر گر جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عادت تھی۔ کہ جب آپ خاص طور پر کوئی بات فرمانا چاہتے۔ تو چلتے چلتے ٹھہر جاتے۔ اور آہستہ آہستہ چھڑی کی نوک سے زمین پر نشان کرتے چلے جاتے۔ آپ یہ بات سنتے ہی ٹھہر گئے۔ اور زمین پر چھڑی سے نشان کرتے ہوئے بولے۔ اچھا میاں صاحب اس سے آپ کو اور اس کو کیا فائدہ پہونچ سکتا ہے۔ چونکہ حضرت منشی احمد جان صاحب بڑے اہل اللہ اور خدا رسیدہ انسان تھے۔ اس لئے انہوں نے اسی وقت کہا۔ میں اس کام سے توبہ کرتا ہوں۔ آئندہ مسمریزم کو کبھی مذہب کا جزو نہیں سمجھونگا۔ تو دیکھو۔ خدا تعالیٰ کے احکام اور

حکومت کے قوانین

کو توڑ کر کوئی بات کرنی۔ اور پھر ایسی بات کرنی جس کا کوئی بھی فائدہ نہ ہو۔ کوئی عقلمندی نہیں۔ کسی نے کہا ہے ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

اس طریق پر کام کرنے سے نہ خدا راضی ہوگا اور نہ سلسلہ کو کوئی فائدہ پہونچے گا۔ پس اپنے جوشوں کو دباؤ۔ اور اپنے جذبات کو قابو میں رکھو۔ تم سے کم مجھ میں جوش نہیں۔ اور نہ ان میں کچھ کم جوش ہے۔ جو میری ہدایات کے مطابق صبر سے کام لے رہے ہیں۔ لیکن جہاں ایک طرف ان

منافقین قادیان

کی طرح ہماری غیرت مردہ نہیں ہوگئی۔ جو جا بجا دشمنوں کے بوٹ چاٹتے ہیں۔ وہاں شریعت اور قانون کی حدود سے بھی ہم تجاوز نہیں کر سکتے۔ ہمیں خدا تعالےٰ نے صبر کی توفیق دی ہے۔ اور ہمیں توفیق دی ہے۔ کہ ہم بجائے انسانی علاج کے خدا تعالےٰ سے علاج طلب کریں۔ پس آج جبکہ ایک سرکاری افسر نے ہم پر یہ الزام لگایا ہے۔ کہ ہم قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ ہم خدا تعالیٰ کے حضور جھکیں۔ اور اس سے کہیں۔ کہ اے خدا! اب تو اپنی ایسی قدرت دکھا کہ گورنمنٹ کو ماننا پڑے۔ کہ قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لیتے اور امن میں رہتے ہوئے بھی ان کا زندہ خدا ان کے لئے آسمان سے بڑے بڑے نشانات دکھا سکتا ہے۔ پس جب تک آسمان سے کوئی ایسا نشان ظاہر نہ ہو۔ جب تک دُنیا کو یہ معلوم نہ ہو۔ کہ

خدا ہمارے ساتھ ہے۔

اور جب تک آسمانی نشانات کے ذریعہ یہ ظاہر نہ ہو۔ کہ خدا تعالےٰ کے بندے ظاہری تدابیر اختیار نہیں کیا کرتے۔ بلکہ خدا خود ان کے لئے تدبیریں کیا کرتا ہے۔ اس وقت تک ہمارا ہاتھ اٹھانا خدا تعالےٰ کے نشانات کو مشتبہ کرنا ہے۔ ہماری حالت تو اس وقت ایسی ہے۔ کہ ہم جو گناہ نہیں کرتے۔ وہ بھی ہماری طرف منسوب کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر اگر کوئی ہم میں سے اس قسم کی حرکت کر بیٹھے۔ تو کس قدر ہم پر الزام آ سکتا ہے اور گو انفرادی واقعات کے لحاظ سے جماعت زیرِ الزام نہیں آ سکتی۔ مگر بہرحال دشمن اسے جماعت کی طرف منسوب کر سکتا ہے پس آجکل ہماری جماعت پر نہایت ہی نازک موقعہ ہے اور ہم میں سے ہر ایک شخص کو پوری ہوشیاری اور دانائی کے ساتھ اپنے اعمال کا جائزہ لیتے رہنا چاہیئے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ ہم اس وقت ایسے حالات میں سے گذر رہے ہیں۔ جن میں

صبر کا دامن

انسان کے ہاتھ سے چھوٹ سکتا ہے۔ مگر میں پھر کہتا ہوں۔ کہ صبر کرو۔ صبر کرو۔ صبر کرو۔ اور اللہ تعالےٰ سے لوگوں کی ہدایت کے لئے دعائیں کرو۔ اور اگر دعا سے بھی کام نہیں چلتا۔ تو بددعا کرو۔ اور کہو۔ کہ اے خدا ان دشمنوں کو غارت کر۔ ممکن ہے خدا تمہیں چھ مہینے سال دو سال یا چار سال ابتلاء میں رکھنا چاہے۔ اور ممکن ہے۔ اس سے بھی زیادہ عرصہ ابتلاؤں میں رکھنا اس کی مرضی ہو۔ لیکن اگر سو سال کے بعد بھی خدا تعالےٰ کوئی ایسا نشان دکھائے۔ جس سے ثابت ہو جائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام خدا تعالےٰ کی طرف سے تھے۔ اور جماعت احمدیہ

خدا تعالیٰ کا قائم کردہ سلسلہ

ہے۔ تو بھی ہماری روحیں آسمان سے اسے دیکھکر خوش ہونگی۔ کیونکہ اگر دنیا میں ہمارے جسم

رنج اور کوفت

اٹھاتے ہوئے فنا ہو گئے۔ تو کوئی بات نہیں۔ اصل خوشی وہی ہے۔ جو

خدا تعالےٰ کی رضاء

کے ماتحت انسانی رُوح کو حاصل ہوتی ہے۔

تقرر عہدہ داران

مندرجہ ذیل جماعتوں کے عہدہ داراُن کے انتخاب کے مطابق ۳۰ اپریل ۳۸ء تک تین سال کے لئے منظور کئے جاتے ہیں:-

سرائے نورنگ۔ جموں۔ گھنن بکیواں سنتور۔ ہنگاؤں۔ لالہ موسےٰ۔ سالم۔ ڈنگورلہ کوٹ فتح خاں۔

قابلِ توجہ جماعت ہائے احمدیہ ضلع سیالکوٹ

ضلع سیالکوٹ کی امارتوں کے حلقوں میں باقاعدہ نئے امیروں کے انتخاب کے لئے حکیم فیروز الدین صاحب انسپکٹر بیت المال کو نظارت ہذا کی طرف سے ۴ جولائی کو بھیجا گیا ہے۔ وُہ تمام حلقوں میں جماعتوں کے مشورہ کے ساتھ امراء کا انتخاب کرینگے۔ اس ضلع کی جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ اس امر میں حکیم صاحب کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں۔ اور اس غرض کے لئے جماعتوں کے نمائندوں کو بلانے میں ان کی طرف سے اطلاع ملنے پر ان کی مدد کریں۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

واپسی قرضہ ساٹھ ہزار

ماہ جون کی قرعہ اندازی میں مندرجہ ذیل احباب کے نام نکلے ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ اپنے اصل سارٹیفکیٹ بھیجکر روپیہ منگوالیں:-

۱۔ ملک حسن محمد صاحب احمدی ضلع خاندیش
۲۔ خان بہادر آصف زمان صاحب ڈپٹی کلکٹر۔ غازی پور۔
۳۔ شرف الدین خانصاحب کوتوال شہر رام پور (یو۔پی)
۴۔ چودہری فتح محمد صاحب۔ ہیڈ ماسٹر مڈل سکول ۱۲۰/۵ ۴
۵۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب میڈیکل آفیسر کھندر ضلع اٹک۔
۶۔ محمد ابراہیم صاحب سب پوسٹ ماسٹر گڑھی کپورا ضلع پشاور۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

ضرورت کتب اس وقت لکھنؤ کی موجودہ حالت کو دیکھتے ہوئے مجھے حسب ذیل کتابوں کی ازحد ضرورت ہے اگر کسی دوست کے پاس ہوں تو قیمتاً یا مفت خاکسار کو ذیل کے پتہ پر روانہ فرماکے داخل حسنات ہوں۔ اول "تحذیر الناس" مصنفہ مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم نانوتوی دوم "ازابن عباس" مصنفہ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم فرنگی محلی لکھنوی امید ہے کہ احمدی بزرگ اس مختصر سے نوٹ پر خاص توجہ فرمائیں گے۔ خاکسار، محمد عثمان احمدی لکھنوی رحمت منزل احاطہ خانم فقیر محمد خان لکھنوی

ایبٹ آباد میں قہر الٰہی کی آگ

ایبٹ آباد میں آتشزدگی کے متعلق جو مزید اطلاعات نتھیا گلی میں موصول ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آگ چند ایک بوریوں سے شروع ہوئی۔ جبکہ ایک آدمی روٹی پکا رہا تھا۔ ہمسائے شور سُنکر باہر بھاگ نکلے۔ اور تمام لوگ شعلوں کو بجھانے کی بجائے اپنے اپنے گھروں سے سامان نکالنے لگ گئے۔ گھر چونکہ چیڑ کی لکڑی کے بنے ہوئے ہیں۔ اس لئے آگ دفعتہً پھیل گئی۔ پولیس کی جماعت جو شہر میں مقیم تھی۔ صبح سے لیکر شام تک کام کرتی رہی۔ شام کے وقت آگ پر قابو پایا گیا۔ ملٹری میڈیکل آفیسر کی زیر نگرانی بے خانماؤں کے لئے کیمپ لگا دیئے گئے ہیں۔ پورے ایک دن اور ایک رات کے بعد ہفتہ کے دن آگ بجھی۔ فوج شام کو واپس بلا لی گئی۔ اور آتشزدہ رقبہ پولیس کے سپرد کر دیا گیا۔

نتھیا گلی ۶ر جولائی کی ایک اطلاع بتاتی ہے۔ کہ ایبٹ آباد میں آتشزدگی کی وجہ سے ۳۹ آدمی ہلاک ہوئے ہیں۔ رائل گورکھا بٹالین اور فرنٹیئر فورسس نے آتش زدہ مکانات کو کھودنے اور نیم سوختہ سامان وغیرہ نکالنے میں بہت امداد کی ہے۔

ایبٹ آباد ۶ر جولائی۔ الفضل کو بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ آگ سے قریباً تمام شہر جل گیا ہے۔ اور خالی کر دیا گیا ہے۔ بہت سے تجارت پیشہ لوگ شہر کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ باقی ماندہ سرکاری خیموں میں مقیم ہیں۔

بوکرسٹ ۶ر جولائی۔ سابقہ ملکہ ہلن آف یونان کو سابقہ جارج آف یونان کے خلاف مؤخر الذکر کے مقدم الذکر کو ترک کر دینے کی بناء پر طلاق دیدی گئی۔ پانچ سُرخ قباؤں والے ججوں نے درخواست طلاق کو سُنا۔ مدعی اور مدعا علیہ میں سے کوئی حاضر نہ تھا۔ کارروائی بیس منٹ جاری رہی اگر ایکس کنگ جارج نے پانچ یوم کے اندر اپیل نہ کی۔ تو طلاق کی درخواست

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

آخری اور قطعی ہوگی۔

لاہور ۶ر جولائی۔ ہز ایکسی لنسی سر برٹرنڈ گلینسی گورنر پنجاب سکھوں اور مسلمانوں کے جھگڑے کے سلسلے میں بروز ہفتہ لاہور پہونچے۔ اور گورنمنٹ ہاؤس میں سکھ اور مسلمان نمائندوں سے مصالحانہ تصفیہ تک پہنچنے کی غرض سے لمبی گفت و شنید کی گئی۔ جو ظاہر نہیں کی گئی۔

پٹنہ ۶ر جولائی۔ شمالی بہار میں بہت زیادہ بارش کی وجہ سے سیلاب آگیا ہے۔ موتیہاری اور سپول سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ ایک وسیع قطعۂ زمین پانی کے نیچے آگیا ہے۔ گاڑی کی آمد و رفت بہار اور نارتھ ویسٹ لائن پر منقطع ہوگئی ہے۔ صورت حالات خطرناک معلوم ہوتی ہیں۔

لاہور۔ ۶ر جولائی۔ حکومت پنجاب نے ایک اعلان کیا ہے۔ جس میں گورنر باجلاس کونسل نے صوبہ کے پریس سے اپیل کی ہے کہ وہ اس تنازعہ پر رائے زنی سے پرہیز کرتے ہوئے حکومت سے اس معاملہ میں تعاون کرے اگر پریس بالکل خاموشی اختیار نہیں کرسکتی تو خطرناک رپورٹوں اور رائے زنیوں سے پرہیز کرے۔ ورنہ گورنر باجلاس مجبور ہونگے کہ ان مضامین پر جو جذبات کو مشتعل کرنے والے ہوں سخت نوٹس لیں۔ لاہور میں پولیس کا انتظام بدستور ہے۔ ملٹری بھی موجود ہے

اٹلی ۵ر جولائی۔ اٹلی کے اعلےٰ بحری افسروں کا ایک خفیہ اجلاس ہوا۔ جس کے صدر سائنور مسولینی تھے۔ اجلاس کے اختتام پر سرکاری طور پر اعلان کیا گیا۔ کہ اٹلی کے بحری طاقت کو وسیع اور مستحکم بنایا جائیگا۔

کوئٹہ ۵ر جولائی (بذریعہ ڈاک بنام الفضل) ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند مع کمانڈر انچیف کوئٹہ کے معائنہ کے لئے تشریف لائے۔ ۵ر جولائی صبح ۸ بجے پریڈ تھی۔ سب فوجیں حاضر ہوئیں۔ لاؤڈ سپیکر لگائے گئے۔ پہلے وائسرائے نے سب کو ملک معظم کا پیغام سنایا پھر خود تقریر کی۔ جس کا اردو ترجمہ لوگوں کو سُنایا گیا۔ آخر میں کمانڈر انچیف نے تقریر کی۔ تمام انگریزی اور ہندوستانی افواج نے سلامی دی۔

ٹوکیو ۵ر جولائی۔ گورنمنٹ جاپان نے تجویز پیش کی ہے۔ کہ روس اور جاپان کی حد پر واقع ہونے والے حادثات کی تحقیقات اور ان کے فیصلے کے لئے روسی اور جاپانی نمائندوں پر مشتمل ایک کمیشن مقرر کیا جائے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت روس نے اس تجویز کو منظور کر لیا ہے۔

نئی دہلی ۵ر جولائی۔ گرد و نواح کے علاقہ سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ طوفان کی وجہ سے کچے مکانات گر گئے۔ جھونپڑیوں کی چھتیں اڑ گئیں۔ بہت سے لوگ مکانات کے نیچے دب گئے۔ طوفان کے دوران میں بعض مقامات پر آتشزدگی کی چھوٹی چھوٹی وارداتیں بھی ہوئیں۔

شملہ ۵ر جولائی۔ وائسرائے کے کوئٹہ ریلیف فنڈ میں ۲۳۲۸۵۵ روپے پانچ آنے نو پائی جمع ہوگئے ہیں۔

مدراس ۵ر جولائی۔ کوالور کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ مراری بادو میں شدید ہندو مسلم فساد ہوگیا۔ جس میں تیس اشخاص کو ضربات آئیں۔ جھگڑا ہندوؤں کی ایک برات میں ڈھول بجانے سے شروع ہوا پولیس فوراً پہونچ گئی۔ اور امن قائم ہوگیا

الجزائر ۵ر جولائی۔ کل اطلاع موصول ہوئی تھی۔ کہ الجزائر میں فرانسیسی فوج نے مظاہرین پر گولی چلا دی۔ جس کی وجہ سے تیس عرب ہلاک اور ایک ہزار مجروح ہوئے تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ دس ہزار عربوں نے تحریک فاسلیف کے خلاف مظاہرہ کیا۔ اور کوتوالی شہر کے قریب فوج اور جلوس میں تصادم ہوگیا۔ فوج نے گولی چلا دی۔ تین سو اشخاص مجروح ہوئے۔

لندن ۳ر جولائی۔ دارالامراء میں لارڈ سٹافر گڈن نے دفعہ ۱۰ میں ترمیم پیش کی۔ کہ صوبوں کے ایوان ہائے اعلےٰ اڑا دیئے جائیں۔ مگر یہ ترمیم نامنظور ہوئی۔ لارڈ پیل نے اور ایک ترمیم پیش کرتے ہوئے کہا کہ پنجاب میں ایوانِ ثانی کا قیام عمل میں لایا جائے۔ لارڈ زٹلینڈ نے ترمیم کی مخالفت کرتے ہوئے کہا۔ پنجاب میں ایوانِ ثانی کے مسئلہ پر فرقہ وارانہ نقطۂ نگاہ سے غور کیا گیا ہے۔ وزیر ہند کی حیثیت سے میں نے اس مسئلہ پر آراء دریافت کی ہیں۔ اگر جواب ایوانِ ثانی کے حق میں آیا۔ تو میں اس مسئلہ پر ہمدردانہ غور کرونگا۔ مگر یہ ترمیم کثرت آراء سے مسترد ہوگئی۔

لکھنؤ ۳ر جولائی۔ ضبط تولید کی حامی عورتوں کی ایک جماعت کلکتہ سے روانہ ہوئی ہے۔ تاکہ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں پھر کر عورتوں کو ضبط تولید کا حامی بنایا جائے۔ اس سلسلہ میں وہ اکثر شہروں کا دورہ کر چکی اور کئی ہزار خواتین برتھ کنٹرول کے عہد نامے پر دستخط لے چکی ہیں۔

جھریا ۳ر جولائی۔ پرسوں کوئلہ کی جو کان پھٹ گئی تھی۔ آج اس کے نزدیک ریلوے لائن کے مشرق کی جانب ایک اور کان کا حصہ پھٹ گیا۔ جس سے ریلوے لائن ٹوٹ گئی۔ آگ ابھی تک جاری ہے اور دھواں نکل رہا ہے۔

اخبار احسان ۸ر جولائی میں چودھری افضل حق صاحب سیکرٹری مجلس احرار نے ایک اعلان کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ حکومت پنجاب نے اپنی ایک چٹھی میں ہمیں قادیان اور اس کے ملحقہ آٹھ میل کے رقبہ میں کانفرنس کے انعقاد کے لئے امتناعی حکم نافذ کر دیا ہے۔

اخبار ٹائمز لنڈن کا نامہ نگار مقیم نیویارک رقمطراز ہے۔ کہ اس سال کے شروع چھ ماہ کے دوران میں امریکہ میں شاہراہ کے حادثات میں پندرہ ہزار افراد ہلاک ہوئے۔ جن میں زیادہ تر پیدل چلنے والے تھے۔

میسور کی مجلس آئین ساز نے سترہ کے مقابلہ میں اکیس کی اکثریت سے ایک غیر سرکاری تحریک کو جس کے ذریعہ ریاست میسور میں کمسن بچوں کی شادیوں کو روکنے کے لئے قانون جاری [illegible]

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا یا اور قادیان سے ہی شائع کیا) ایڈیٹر: غلام نبی